مولانا مفتی محمد صادق

# بخارا و تاشقند کے مسلمانوں کی پکار

بخارا، تاشقند اور وسطی ایشیا کے دیگر مسلم علاقے جو موجودہ صدی کے آغاز تک اسلامی تہذیب و تمدن کے مراکز رہے ہیں روس کے کمیونسٹ انقلاب کے بعد ان کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی لیکن تمام تر جبر و استبداد کے باوجود روسی استعمار کو اس مقصد میں کامیابی حاصل نہ ہوئی چنانچہ افغانستان کے غیور مسلمانوں سے عبرتناک شکست کھانے کے بعد کمیونسٹ نظام مشرقی یورپ کی طرح وسطی ایشیا کی ان مسلم ریاستوں پر بھی آہنی گرفت قائم نہ رکھ سکا اور آزادی کی تازہ و توانا لہر نے قدغنوں اور پابندیوں کے اس جال کو توڑ دیا جس کے ذریعہ کمیونسٹ حکومت نے ہزاروں مساجد مقفل کر دی تھیں، مذہبی لٹریچر پر پابندی لگا دی تھی اور دینی شعائر کے اظہار کو جرم قرار دے دیا تھا حتیٰ کہ مسلم خاندانوں کے لیے تقریباً پون صدی پر محیط اس عرصہ میں قرآن کریم کا حصول بھی ممکن نہیں رہا تھا۔

آزادی کی فضا میں سانس لینے کے بعد اس خطہ کے مسلمانوں کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ان کی مساجد از سر نو آباد ہوں، دینی مدارس و مکاتب کا سلسلہ شروع ہو، قرآن کریم کے عربی نسخوں کے علاوہ مقامی زبانوں میں قرآن پاک کا ترجمہ اور بنیادی دینی مسائل پر لٹریچر انہیں مہیا ہو اور عالم اسلام کے دینی اداروں اور حلقوں کے ساتھ ان کے روابط استوار ہوں اس مقصد کے لیے وہاں کے علماء اور دینی قائدین اپنے وسائل کی حد تک تگ و دو کر رہے ہیں لیکن عالم اسلام کی بھرپور توجہ اور امداد کے بغیر اتنے بڑے خلاء کو پُر کرنا تنہا ان کے بس کی بات نہیں ہے اور انہیں یہ شکوہ ہے کہ آزاد ممالک کی مسلم برادری بھی وسطی ایشیا کے مسلمانوں کے مسائل اور مجبوریوں کی طرف متوجہ نہیں ہو رہی۔

اس سلسلہ میں وسطی ایشیا کی ان ریاستوں کے مفتی اعظم مولانا مفتی محمد صادق کا ایک انٹرویو طرابلس لیبیا سے شائع ہونے والے پندرہ روزہ جریدہ "الدعوۃ الاسلامیہ" کے گزشتہ

شمارہ میں چھپا ہے جس کا متن ہم الشریعۃ کے اسی شمارہ کے عربی حصہ میں شائع کر رہے ہیں اور اردو میں اس کے درج ذیل اہم نکات قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں (ادارہ)

——— ● مسلمان ممالک ہمارے بارے میں بہت زیادہ کوتاہی کا مظاہرہ کر رہے ہیں سابقہ حالات میں تو یہ بات سمجھ میں آتی تھی کہ کمیونسٹ نظام کے تسلط اور بے پناہ پابندیوں کی وجہ سے ہمارے ساتھ تعاون ان کے لیے مشکل امر تھا لیکن ان پابندیوں کے خاتمہ کے بعد بے توجہی ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

——— ● یہودی اور عیسائی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اپنے مذاہب کے پیروکاروں کی مدد کر رہے ہیں مگر مسلمان حکومتیں اور تنظیمیں وہاں کے مسلمانوں کی طرف متوجہ نہیں ہیں ہمیں اُمید ہے کہ غیرت مند مسلمان وقت کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے اس کوتاہی کے تدارک کی ضرور کوشش کریں گے۔

——— ● یہودی منظم طریقہ سے ترک وطن کر کے اسرائیل میں آباد ہو رہے ہیں اور مقامی یہودیوں کے ساتھ اسرائیل کے مستحکم روابط قائم ہو چکے ہیں جب کہ عیسائیوں نے دیگر مالی امداد کے علاوہ مقامی زبانوں میں انجیل کے بیس ملین نسخے اس علاقہ میں تقسیم کے لیے بھجوائے ہیں اور گزشتہ چار سال کے دوران یورپی ممالک کی مدد سے اس علاقہ میں گیارہ ہزار گرجے قائم ہو چکے ہیں۔

——— ● ان علاقوں کے مسلمان اپنے وسائل کی حد تک آزادی کی اس فضا میں خود کو منظم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، مقفل مساجد کھلوائی جا رہی ہیں، نئی مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ مقامی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے ہو رہے ہیں. ضرورت کے مطابق دینی لٹریچر کی طباعت کی کوشش کی جا رہی ہے اور گزشتہ سال اس علاقے سے پندرہ سو مسلمان حج کے لیے بھی جا چکے ہیں۔

——— ● ہماری سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ مقامی زبانوں میں ہمیں اسلامی لٹریچر زیادہ سے زیادہ مہیا کیا جائے. قرآن کریم عربی اور مترجم ہمیں بھجوائے جائیں اور عربی زبان کی تعلیم کے لیے رسائل اور کتابیں تیار کر کے دی جائیں تاکہ یہاں کے مسلمانوں کو قرآن کریم کی زبان سے روشناس کرایا جا سکے۔